مشکل صورت حال (عام الرمادہ) میں بحیثیت حکمران حضرت عمرؓ کا کردار: ایک تحقیقی جائزہ

Hāzrāt Omer (R.A) as a model ruler during the difficult time (The year of drought): A research Overview

خالد رسول[i] ڈاکٹر بشیر احمد رند[ii]

Abstract

It is the matter of great responsibility to be the head of a state because the ruler is responsible for his deeds and actions before Almighty Allah. It is the prime responsibility of the ruler to take proper care of the citizens of his state, he should restraint himself from such activities which may hinder his way to fulfill his duties as a ruler, otherwise he will have to face shame and disgrace, his authority will also be marred and there will be a great fuss between the ruler and the masses. According to the Islamic injunctions only a capable person should be selected as a ruler, because his role is very important in the development and prosperity of the state, his statesmanship qualities of courage, tolerance and power of decision help him to guide his administration and nation out of any crises and difficult situations, The era of Omar's rule keeps a prominent position in Islamic history, the Islamic Empire has expanded in his rule, in order to manage the empire and overcome the difficulties was a great responsibility upon him. When the Islamic State was victimized by drought, facing the difficult situation and removing the people from this difficult situation, the era of Omer (R.A) is very prominent and exemplary for facing the difficulties during the conditions of drought successfully. The role of Omer (R.A) in difficult situation has briefly discussed in this article.

Key words: Hāzrāt Omer (R.A), Model ruler, The year of drought

تمہید

قوموں پر اکثر مشکلات و تکالیف اور بحران وغیرہ آتے رہتے ہیں، حاکم وقت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ایسے وقت میں مرد بحران کا کردار ادا کرے اور اپنی قوم کو ان مشکلات سے نکالے اور ان کے حوصلے پست نہ ہونے دے۔ کسی بھی مملکت کے نظام کی آزمائش اس وقت ہوتی ہے جب کوئی ہنگامی صورت حال سامنے آجائے، حالات بگڑ جائیں، دشمنوں کے

i پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک کلچر و تقابل ادیان، یونیورسٹی آف سندھ، جامشورو

ii چیئرمین ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک کلچر و تقابل ادیان، یونیورسٹی آف سندھ، جامشورو

حملے کا خطرہ ہو، معاشی ضرورتیں پوری نہ ہوں اور سوسائٹی میں بے چینی اور اضطرار کی کیفیت ہو۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں سب سے بڑی آفت عام الرمادہ یعنی ''خاک اڑانے کا سال'' تھی۔

اٹھارہ ہجری میں جزیرہ عرب میں سخت قحط سالی ہوئی۔ اس قدر بھوک اور فاقہ کشی پھیل گئی کہ جنگلوں کے درندوں نے شہر کا رخ کر لیا۔ آدمی بکری ذبح کرتا مگر اس کی بگڑی ہوئی سوکھی سڑی شکل دیکھنے سے جی چراتا۔ بہت سے جانور بھوک سے مر گئے۔ اس سال کو عام الرمادہ یعنی خاک اڑانے کا سال قرار دیا گیا۔ کیونکہ قحط سالی کی وجہ سے ہواؤں کے جھکڑ گرد اڑا رہے تھے۔ قحط سنگین شکل اختیار کر گیا تھا۔ دور دراز گاؤں سے لوگ شہروں میں آئے اور شہروں والے قریب کے علاقوں میں نکل گئے۔ لوگ حضرت عمرؓ کی خدمت میں آکر اس مصیبت کا حل تلاش کرنا چاہا۔ حضرت عمرؓ خود اس سلسلے میں سب سے زیادہ فکر مند تھے اور اس قحط کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مسائل کے بارے میں پریشان تھے۔[1]

زیر نظر مقالہ میں اس بڑے بحران سے نمٹنے کے لیے اور عوام کی مشکلات کو دور کرنے کے لیے عمرؓ نے بحیثیت حکمران جو کردار ادا کیا اس کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ طریقہ کار یہ اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مختصر حالاتِ زندگی بیان کی گئی ہے۔ پھر عام الرمادہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عملی مظاہروں اور کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور آخر میں خلاصۂ بحث اور نتائج کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

عمر بن خطاب، قرشی، عدوی، کنیت ابو حفص تھی اور لقب فاروق۔ مکہ مکرمہ میں 40ق ھ/574ء کو پیدا ہوئے۔ خلفائے راشدین میں سے دوسرے نمبر پر ہیں۔ سب سے پہلے ان کو امیر المومنین کہہ کر پکارا گیا۔ جلیل القدر صحابی تھے۔ نہایت شجاع، جری اور بہادر تھے۔ 13ھ کو خلیفہ منتخب ہوگئے۔ ان کی عدالت ضرب المثل ہے۔ ان کے دور خلافت میں شام، عراق ،بیت المقدس، مدائن اور مصر فتح ہوئے۔ بارہ ہزار مسجدیں بنوائیں، ہجری سن کی ابتدا آپ کے عہد زرین میں ہوئی۔ آپ سے 537 احادیث روایت کی گئی ہیں۔ 23ھ/644ء کو فوت ہوئے۔ نمازِ جنازہ صہیب بن سنان رومی نے پڑھایا[2]۔

حکومتی امداد

ابن سعدؒ، ذہبیؒ اور ابن عساکرؒ لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے خادم اسلم بیان کرتے ہیں:

"لما كان عام الرمادة جاءت العرب من كل ناحية فقدموا المدينة، فكان عمر قد أمر رجالا يقومون بمصالحهم، فسمعته يقول ليلة: "احصوا من يتعشى عندنا". فأحصوهم من القابلة فوجدوهم سبعة آلاف رجل، وأحصوا الرجال المرضى والعيالات فكانوا أربعين ألفا، ثم بعد أيام بلغ الرجال والعيال ستين ألفا، فما برحوا حتى أرسل الله السماء، فلما مطرت رأيت عمر قد

وكل بهم يخرجونهم إلى البادية ويعطونهم قوتا وحملانا إلى باديتهم، وكان قد وقع فيهم الموت فأراه مات ثلثاهم، وكانت قدور عمر يقوم إليها المال من السحر يعملون الكركور ويعملون العصائد"

"جب عام الرمادہ یعنی قحط سالی کا سال تھا تو جزیرہ عرب کے ہر کونے سے لوگوں نے مدینہ کا رخ کیا۔ حضرت عمرؓ نے ہنگامی بنیادوں پر کام کیا۔ بہت سے لوگوں کا عملہ ان کی خبر گیری کے لیے مقرر کیا۔ میں نے ایک دن انھیں فرماتے ہوئے سنا: ان لوگوں کی گنتی کرو جو آج شام یہاں کھانا کھائیں گے۔ معلوم ہوا کہ ان کی تعداد سات ہزار ہے، پھر عمرؓ نے بیمار اور مجبور لوگوں کی فہرست بنوائی تو ان کی تعداد چالیس ہزار نکلی جو بعد میں ساٹھ ہزار تک پہنچ گئی۔ یہ نظام اس طرح چلتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے بارش نازل فرمائی۔ پھر میں نے دیکھا کہ عمرؓ نے بہت سے لوگوں کو نواحی قصبات و دیہات میں جانے اور وہاں کے لوگوں کو غذائی ضروریات کا سامان فراہم کرنے کا حکم دیا۔ قصبات و دیہات میں اتنی کثرت سے ہلاکتیں ہوئی تھیں کہ تقریباً دو تہائی افراد موت کا شکار ہو گئے تھے۔ عمرؓ کے نمائندے فجر ہی سے کھانا پکانا شروع کر دیتے تھے۔ وہ گاڑھے دودھ کا گھی اور آٹے کا پکوان تیار کرتے اور لوگوں کو کھلاتے تھے[3]۔"

حضرت عمرؓ نے کام کرنے والے کارکنوں کی ڈیوٹیاں لگا رکھی تھیں۔ انھوں نے پناہ گزینوں کے لیے ایک علیحدہ مستقل طور پر شعبہ قائم کر دیا تھا۔ ہر عامل اپنی ڈیوٹی سے آگاہ تھا۔ اپنی ڈیوٹی میں کسی قسم کی کوئی غفلت نہیں کرتا اور نہ کسی دوسرے کے کام میں مداخلت کرتا تھا۔

حضرت عمرؓ نے ایسے ورکرز بھی مقرر کیے جنھیں مدینے کے ارد گرد سے آنے والے قحط زدہ لوگوں کا جائزہ لینے کا کام سونپا گیا تھا۔ خوراک کی تلاش میں مدینہ پہنچنے والے افراد کی فوری طور پر خبر گیری کی جاتی تھی۔ عمرؓ لوگوں میں تقسیم ہونے والے کھانے کی بذات خود نگرانی فرماتے تھے، یہاں تک کہ سالن بھی چکھ کر چیک کرتے۔ شام کے وقت سب عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ عمرؓ سب کی دن بھر کی مفصل کارگزاری سماعت فرماتے اور اس دوران حسب ضرورت مزید احکام وہدایات بھی جاری فرماتے۔[4]

مصر، شام اور عراق کی مدد آنے تک حضرت عمرؓ قحط زدہ لوگوں کو آٹے کے سرکاری گوداموں سے کھانا کھلاتے رہے۔ غذائی گودام بہت بڑے اقتصادی ادارے کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان سے مدینہ آنے والوں کو آٹا، ستو، کھجور اور منقی تقسیم کیے جاتے تھے۔ یہ اتنا وسیع ادارہ تھا کہ نو مہینے تک مسلسل ہزاروں لوگوں کو خوراک فراہم کرتا رہا۔

ابن سعدؒ، طبریؒ اور ابن اثیرؒ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں:

"يَرْحَمُ اللَّهُ ابْنَ حَنْتَمَةَ. لَقَدْ رَأَيْتُهُ عَامَ الرَّمَادَةِ وَإِنَّهُ لَيَحْمِلُ عَلَى ظَهْرِهِ جِرَابَيْنِ وَعُكَّةَ زَيْتٍ فِي يَدِهِ. وَإِنَّهُ لَيَعْتَقِبُ هُوَ وَأَسْلَمُ. فَلَمَّا رَآنِي قَالَ: مِنْ أَيْنَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قُلْتُ: قَرِيبًا. قَالَ فَأَخَذْتُ أُعْقِبُهُ فَحَمَلْنَاهُ حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى صِرَارٍ فَإِذَا صِرْمٌ نَحْوَ مِنْ عِشْرِينَ بَيْتًا مِنْ مُحَارِبٍ فَقَالَ عُمَرُ: مَا

أَقْدَمَكُمْ؟ قَالُوا: الْجَهْدُ. قَالَ: فَأَخْرَجُوا لَنَا جِلْدَ الْمَيْتَةِ مَشْوِيًّا كَانُوا يَأْكُلُونَهُ وَرُمَّةَ الْعِظَامِ مَسْحُوقَةً كَانُوا يَسُفُّونَهَا فَرَأَيْتُ عُمَرَ طَرَحَ رِدَاءَهُ ثُمَّ اتَّزَرَ فَمَا زَالَ يَطْبُخُ لَهُمْ حَتَّى شَبِعُوا. وَأَرْسَلَ أَسْلَمَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَجَاءَ بِأَبْعِرَةٍ فَحَمَلَهُمْ عَلَيْهَا حَتَّى أَنْزَلَهُمُ الْجَبَّانَةَ ثُمَّ كَسَاهُمْ. وَكَانَ يَخْتَلِفُ إِلَيْهِمْ وَإِلَى غَيْرِهِمْ حَتَّى رَفَعَ اللَّهُ ذَلِكَ"

"اللہ تعالیٰ ابن حنتمہ (عمرؓ) پر رحم فرمائے، میں نے انھیں قحط سالی کے سال دیکھا کہ وہ اپنی پشت پر خوراک کی دو بوریاں اور ایک تیل کا ڈبہ اٹھائے لئے جا رہے تھے۔ وہ اور ان کے خادم اسلم باری باری یہ بوجھ اٹھا رہے تھے۔ جب عمرؓ نے مجھے دیکھا تو پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا قریب ہی جا رہا ہوں، پھر میں آگے بڑھا اور ان سے تعاون کیا۔ میں، عمرؓ اور ان کا خادم اسلم وہ سامان اٹھائے ضرار نامی جگہ پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ قبیلہ محارب کے بیس گھروں پر مشتمل ایک جماعت موجود تھی۔ عمرؓ نے پوچھا: تم لوگ کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا: تنگدستی یہاں کھینچ لائی ہے۔ پھر انھوں نے مردار کا ایک چمڑا نکالا جو بھنا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ بوسیدہ ہڈیوں کا چورا بھی تھا جسے وہ کھاتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ عمرؓ نے فوراً اپنی چادر اتاری اور لوگوں کے لیے کھانا پکانے میں لگ گئے۔ پھر عمرؓ نے ان کو کھانا کھلایا، یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ پھر آپؓ نے اسلم کو مدینے بھیجا۔ وہ وہاں سے چند اونٹ لے آئے۔ عمرؓ نے ان سب کو اونٹوں پر سوار کرایا اور انھیں الجبانہ میں لے آئے اور انھیں پہننے کے لیے کپڑے دیئے۔ جب تک قحط سالی ختم نہ ہوئی حضرت عمرؓ مسلسل لوگوں کی خبر گیری اور خدمت میں مصروف رہے[5]۔"

طبقات الکبری اور حیاۃ صحابہ میں ہے کہ حزم بن ہشام اپنے والد کے ذریعے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

"رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَامَ الرَّمَادَةِ مَرَّ عَلَى امْرَأَةٍ وَهِيَ تَعْصِدُ عَصِيدَةً لَهَا" "میں نے عمرؓ کو عام الرمادہ میں دیکھا وہ ایک عورت کے قریب سے گزرے وہ عورت گھی اور آٹے سے کھانا تیار کر رہی تھی۔" آپؓ نے فرمایا: "لَيْسَ هَكَذَا تَعْصِدِينَ. ثُمَّ أَخَذَ الْمِسْوَطَ فَقَالَ: هَكَذَا. فَأَرَاهَا. لا تَذُرُّنَّ إِحْدَاكُنَّ الدَّقِيقَ حَتَّى يَسْخُنَ الْمَاءُ ثُمَّ تَذُرُّهُ قَلِيلا قَلِيلا وَتَسُوطُهُ بِمِسْوَطِهَا فَإِنَّهُ أَرْيَعُ لَهُ وَأَحْرَى أَنْ لا يَتَقَرَّدُ" "تم جس طرح پکا رہی ہو یہ کھانا اس طرح تیار نہیں کیا جاتا، پھر کفگیر اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اسے خود چلا کر فرمایا: کوئی عورت ہنڈیا میں اس وقت تک آٹا نہ ڈالے جب تک پانی گرم نہ ہو جائے۔ پانی گرم ہونے کے بعد تھوڑا تھوڑا ڈالتی جائے اور اسے کفگیر سے حرکت دیتی رہے۔ اس طرح بہت اچھے آمیزے کا مکس پکوان تیار ہوگا[6]۔"

بنو نصر قبیلے کے مالک بن اوس بن حدثان فرماتے ہیں:

"لَمَّا كَانَ عَامُ الرَّمَادَةِ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ قَوْمِي مِائَةُ بَيْتٍ فَنَزَلُوا بِالْجَبَّانَةِ. فَكَانَ عُمَرُ يُطْعِمُ النَّاسَ مَنْ جَاءَهُ. وَمَنْ لَمْ يَأْتِ أَرْسَلَ إِلَيْهِ بِالدَّقِيقِ وَالتَّمْرِ وَالأُدْمِ إِلَى مَنْزِلِهِ. فَكَانَ يُرْسِلُ إِلَى قَوْمِي بِمَا

يُصْلِحُهُمْ شَهْرًا بِشَهْرٍ. وَكَانَ يَتَعَاهَدُ مَرْضَاهُمْ وَأَكْفَانَ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ. لَقَدْ رَأَيْتُ الْمَوْتَ وَقَعَ فِيهِمْ حِينَ أَكَلُوا الثُّفْلَ. وَكَانَ عُمَرُ يَأْتِي بِنَفْسِهِ فَيُصَلِّي عَلَيْهِمْ. لَقَدْ رَأَيْتُهُ صَلَّى عَلَى عَشَرَةٍ جَمِيعًا. فَلَمَّا أَحْيَوْا قَالَ: اخْرُجُوا مِنَ الْقَرْيَةِ إِلَى مَا كُنْتُمُ اعْتَدْتُمْ مِنَ الْبَرِّيَّةِ. فَجَعَلَ عُمَرُ يَحْمِلُ الضَّعِيفَ مِنْهُمْ حَتَّى لَحِقُوا بِبِلادِهِمْ".

"عام الرمادہ کے دوران میری قوم کے ایک سو گھرانے حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور جبانہ میں ٹھہرے۔ عمرؓ کے پاس جو بھی آجاتا تھا وہ اسے کھانا کھلاتے تھے اور جو نہ پہنچ پاتا، اس کے پاس آٹا، کھجور اور سالن بھیج دیتے تھے، میری قوم کے لوگوں کو ماہانہ اتنا سامان بھیج دیتے جو ان کے لیے کافی ہو جاتا تھا۔ وہ مریضوں کی خبر گیری فرماتے رہے۔ انھوں نے ہلاک ہونے والوں کے لیے کفن کا انتظام بھی فرمایا۔ ان دنوں میں نے دیکھا کہ لوگ مر رہے ہیں، عمرؓ نے لوگوں کے جنازے پڑھائے۔ ایک مرتبہ میں نے دیکھا، انھوں نے دس افراد کا اجتماعی جنازہ پڑھایا۔ جب قحط سالی ختم ہو گئی تو عمرؓ نے فرمایا: لوگو! تم جن دیہاتوں میں رہتے تھے وہاں واپس چلے جاؤ۔ پھر ان میں سے کمزور لوگوں کو خود سہارا دے کر ان کے گھروں اور شہروں تک پہنچاتے رہے[7]۔"

ہنگامی اقدامات

عمرؓ نے عام الرمادہ کی وبا پر قابو پانے کے لیے نہایت تیزی سے ہنگامی اقدامات کئے۔ آپؓ نے ان شہروں سے فوراً فوڈ سپلائی کے لیے آرڈر جاری کئے جو قحط کی زد سے محفوظ تھے اور خوش حال تھے۔ حضرت عمرؓ نے عمرو بن العاصؓ کو، جو اس وقت مصر کے گورنر تھے، لکھا:

"اللہ کے بندے عمر بن الخطاب! امیر المؤمنین کی طرف سے عمرو بن العاصؓ کی طرف، تم پر سلامتی ہو امابعد:
"أَفَتَرَانِي هَالِكًا وَمَنْ قِبَلِي وَتَعِيشُ أَنْتَ وَمَنْ قِبَلَكَ؟ فَيَا غَوْثَاهُ" "کیا تم مجھے اور میرے ساتھ دیگر امت کے افراد کو ہلاکت میں اور خود اپنے آپ کو اور اپنے علاقے کے باسیوں کو خوش حال دیکھنا چاہتے ہو؟ جلد از جلد کمک بھیجو۔"

عمرو بن العاصؓ نے جواب میں لکھا:

"عمرو بن العاصؓ کی طرف سے اللہ کے بندے امیر المؤمنین کی طرف، آپ پر سلامتی ہو، میں آپ کو اس اللہ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے پیغام ارسال کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، امابعد: " أَتَاكَ الْغَوْثُ، فَلَبِّثْ لَبِّثْ، لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكَ بِعِيرٍ أَوَّلُهَا عِنْدَكَ وَآخِرُهَا عِنْدِي" "آپ کے پاس کمک پہنچ رہی ہے، تھوڑا سا انتظار کیجیے۔ میں آپ کے پاس غذائی اجناس کا اتنا بڑا قافلہ بھیج رہا ہوں جس کا اگلا حصہ آپ کے پاس اور پچھلا حصہ مجھ سے متصل ہو گا۔"

چناچہ عمرو بن العاصؓ نے ایک ہزار اونٹوں پر آٹا لاد کر بری راستے سے روانہ کیا، اس کے علاوہ بحری بیڑے بھیجے جن پر آٹا اور گھی لدا ہوا تھا۔ مزید یہ کہ پانچ ہزار چادریں بھی ارسال فرمائیں۔

حضرت عمرؓ نے عام الرمادہ کے اس آفت سے نمٹنے کے لیے فوراً بہت سی کمیٹیاں بنادیں اور انھیں مختلف علاقوں میں خوراک کی تقسیم پر متعین کر دیا۔ عمرو بن العاصؓ کی طرف سے امداد آئی۔ یہ امداد ابھی شام کی سرحدوں کے قریب ہی پہنچی تھی کہ آپؓ نے اپنی ٹیم روانہ کر دی اور حکم دیا کہ جیسے ہی غلہ کی یہ کھیپ جزیرہ عرب میں داخل ہو تو وہ اپنے زیر نگرانی اسے ضرورت مند افراد میں تقسیم کر دیں۔[8]

حضرت عمرؓ نے شام کے علاقے میں بھی اپنے ہر عامل کو حکم جاری کر دیا کہ:

"فَابْعَثْ إِلَيْنَا مِنَ الطَّعَامِ بِمَا يُصْلِحُ مَنْ قِبَلَنَا فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا إِلا أَنْ يَرْحَمَهُمُ اللَّهُ" "ہماری طرف اتنا اناج ارسال کرو جو یہاں ہمارے لیے کافی ہو، بلاشبہ ہمارے یہاں قحط زدہ لوگ سوائے اس کے جس پر اللہ اپنی رحمت فرمائے، موت کے منہ میں جاسکتے ہیں۔" ایسے ہی احکامات (orders) آپؓ نے عراق، ایران اور دیگر گورنروں کے نام بھی ارسال فرمائے۔ آپؓ کے حکم کی تعمیل میں سب نے غلہ بھیج دیا۔ معاویہ بن ابو سفیانؓ نے غلے سے لدا ہوا تین ہزار اونٹوں کا قافلہ بھیجا، عراق سے بھی ایک ہزار اونٹوں کا قافلہ پہنچا جس پر آٹا لدا ہوا تھا۔[9]

علامہ طبریؒ اپنی کتاب تاریخ طبری میں اور ابن اثیرؒ "الکامل فی التاریخ" میں بیان فرماتے ہیں:

"فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْهِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي أَرْبَعَةِ آلافِ رَاحِلَةٍ مِنْ طَعَامٍ، فَوَلاهُ قِسْمَتَهَا فِيمَنْ حَوْلَ الْمَدِينَةِ، فَلَمَّا فَرَغَ وَرَجَعَ إِلَيْهِ أَمَرَ لَهُ بِأَرْبَعَةِ آلافِ دِرْهَمٍ، فَقَالَ: لا حَاجَةَ لِي فِيهَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّمَا أَرَدْتُ اللَّهَ وَمَا قَبْلَهُ، فَلا تُدْخِلْ عَلَيَّ الدُّنْيَا، فَقَالَ: خُذْهَا فَلا بَأْسَ بِذَلِكَ إِذْ لَمْ تَطْلُبْهُ، فَأَبَى فَقَالَ: خُذْهَا فَإِنِّي قَدْ وَلِيتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ص مِثْلَ هَذَا، فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قُلْتُ لَكَ، فَقُلْتُ لَهُ كَمَا قُلْتَ لِي فَأَعْطَانِي فَقَبِلَ أَبُو عُبَيْدَةَ وَانْصَرَفَ إِلَى عَمَلِهِ، وَتَتَابَعَ النَّاسُ"

"سب سے پہلے ابو عبیدہ بن جراحؓ چار ہزار اونٹوں کا قافلہ لے کر حاضر ہوئے۔ ان اونٹوں پر غلہ لدا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہؓ ہی کو حکم دیا کہ وہ یہ غلہ مدینہ کے آس پاس ٹھہرے ہوئے لوگوں کے درمیان تقسیم کریں۔ ابو عبیدہؓ اس فرض کو انجام دے کر عمرؓ کی خدمت میں پہنچے تو عمرؓ نے انھیں چار ہزار درہم عنایت فرمائے۔ ابو عبیدہؓ نے فرمایا: مجھے ان کی حاجت نہیں۔ میں تو صرف اپنے اللہ کو راضی کرنا چاہتا ہوں اور اسکی بارگاہ میں جو ثواب ہے وہ حاصل کرنا چاہتا ہوں، اس لیے آپ مجھے یہ دنیاوی سامان نہ دیں۔ عمرؓ نے فرمایا: یہ درہم رکھ لو۔ بلاشبہ تم ان کے طلب گار نہیں ہو لیکن رقم قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ابو عبیدہ نے دوبارہ انکار فرما دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اسے قبول کر لو۔ میں اللہ کے رسول کے عہد مبارک میں ایک

علاقے کا حاکم بنا تھا۔ رسول ﷺ نے مجھے بھی اسی طرح مال عنایت فرمایا تھا، میں نے بھی رسول ﷺ کو تم جیسا ہی جواب دیا تھا لیکن رسول ﷺ نے مجھے مال لینے پر مجبور کر دیا تھا۔ یہ سن کر ابو عبیدہؓ نے درہم قبول فرما لیے اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ واپس چلے گئے۔ اس کے بعد ہر طرف سے لوگ اناج کے قافلے لے کر آنے لگے[10]۔"

حضرت عمرؓ نے اعلان کروایا تھا کہ اگر اللہ نہ کرے یہ قحط سالی ختم نہ ہوئی تو ہم ہر گھرانے کے ساتھ ضرورت مند افراد کا اضافہ کریں گے اور حسب استطاعت ان سب کی خوراک کا انتظام کریں گے لیکن اگر فراہمی خوراک میں مشکلات پیش آئیں تو ہم اس گھرانے کے ساتھ جس کے پاس کچھ کھانے کو ہے، ان لوگوں کے ساتھ کر دیں گے جو غذا سے قطعی محروم ہیں۔ یہ طریقہ کار اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک بارش نہیں ہوتی اور قحط ختم نہیں ہوتا۔[11]

سربراہ مملکت کا ذاتی کردار

حضرت عمرؓ نے عام الرمادہ میں اپنے آرام و سکون کو خدا حافظ کہہ دیا تھا، آپ اپنی عوام کے فکر و غم میں بے چین رہتے تھے۔ ابن سعدؒ اور ابن عساکرؒ حضرت صفیہ بنت ابی عبیدؓ کی اس روایت کو بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ:

"حَدَّثَنِي بَعْضُ نِسَاءِ عُمَرَ قَالَتْ: مَا قَرِبَ عُمَرُ امْرَأَةً زَمَنَ الرَّمَادَةِ حَتَّى أَحْيَا النَّاسُ هَمًّا"

"آپؓ کی ایک اہلیہ کا بیان ہے کہ جب تک قحط سالی رہی عمرؓ اپنی بیویوں سے دور رہے[12]۔"

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ قحط کے دنوں میں رعایا کے تکلیف میں آجانے سے حضرت عمرؓ ان کے لیے بے حد فکر مند رہتے، آپؓ عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد گھر تشریف لے جاتے اور مسلسل نماز میں مصروف رہتے۔ جب رات کا آخری حصہ شروع ہو جاتا تو پہاڑی راستوں کی طرف نکل جاتے اور وہاں چکر لگاتے رہتے تھے۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں : میں نے ایک مرتبہ سحری کے وقت سنا، آپ کہہ رہے تھے:

"اے اللہ! امت محمد ﷺ کی ہلاکت میرے ہاتھوں نہ کر۔ اے اللہ! ہمیں قحط سالی سے ہلاک نہ کر۔ اے رب کریم! ہماری اس آفت کو دور فرمادے۔" آپ مسلسل یہی دعا کرتے رہتے تھے[13]۔"

عام الرمادہ کی آفت سے حضرت عمرؓ اتنے متاثر ہوئے کہ ان کا رنگ ہی بدل گیا۔ عیاض بن خلیفہ فرماتے ہیں:

"رَأَيْتُ عُمَرَ عَامَ الرَّمَادَةِ وَهُوَ أَسْوَدُ اللَّوْنِ. وَلَقَدْكَانَ رَجُلا عَرَبِيًّا وَكَانَ يَأْكُلُ السَّمْنَ وَاللَّبَنَ فَلَمَّا أَمْحَلَ النَّاسُ حَرَّمَهَا حَتَّى يَحْيَوْا فأكل بالزيت فغير لونه وجاع أكثر"

"میں نے عام الرمادہ میں عمرؓ کو دیکھا ان کا رنگ کالا پڑ گیا تھا، حالانکہ آپ عربی النسل تھے، دودھ اور گھی استعمال کرتے تھے مگر جب لوگ قحط میں مبتلا ہوئے تو انھوں نے گھی اور دودھ خود پر حرام کر لیا۔ وہ مسلسل زیتون کا تیل کھاتے رہے اور بھوک برداشت کرتے رہے، اس طرح ان کی صحت بری طرح متاثر ہوئی۔"

زید بن اسلم کہتے ہیں:

"لَوْ لَمْ يَرْفَعِ اللَّهُ الْمَحْلَ عَامَ الرَّمَادَةِ لَظَنَنَّا أَنَّ عُمَرَ يَمُوتُ هَمًّا بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ"

"اگر اللہ تعالیٰ اس آفت کو دور نہ فرماتا تو ممکن تھا عمرؓ مسلمانوں کے دکھوں کی تاب نہ لا کر ہلاک ہو جاتے [14]"

مذکورہ بالا واقعہ کو ابن عساکر نے " تاریخ دمشق" اور ابن المبرد نے " الصواب فی فضائل أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب " میں بھی بیان کیا ہے۔

"الرياض النضرة في مناقب العشرة" اور" الصواب فی فضائل أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب" میں ہے کہ زید بن اسلم فرماتے ہیں عام الرمادہ میں شام کے وقت تیل میں روٹی ڈال کر لائی جاتی جسے عمرؓ تناول فرما لیتے تھے۔ایک مرتبہ کچھ اونٹ ذبح کئے گئے اور لوگوں کو کھلائے گئے تو لوگوں نے اس گوشت میں سے کچھ عمدہ حصے، کوہان اور جگر وغیرہ علیحدہ کر لیے اور عمرؓ کی خدمت میں پیش کیے۔انھوں نے پوچھا: یہ کہاں سے آئے؟ لوگوں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! یہ ان اونٹوں کا گوشت ہے جو ہم نے ذبح کئے تھے۔یہ سن کر آپؓ نے فرمایا:

"بَخْ بَخْ، بئس الوالي أنا إن أكلت طيبها وأطعمت الناس كراديسها ارفع هذه الصحفة، هات لنا غير هذا الطعام"، فأتي بخبز وزيت، فجعل يكسره بيده ويثرد ذلك الزيت، ثم قال: "ويحك يا يرفأ احمل هذه الجفنة حتى تأتي بها أهل بيت بثمغ، فإني لم آتهم منذ ثلاثة أيام، وأحْسبهم مقفرين، فضعها بين أيديهم"

"حیرت ہے اگر میں خود اچھی چیزیں کھاؤں اور میری عوام کم تر چیزیں اور ہڈیاں کھائیں تو مجھ سے برا حکمران کون ہو گا! پھر کہا: یہ اٹھا لو، میرے لیے دوسرا کھانا لاؤ، چنانچہ ان کی خدمت میں روٹی اور تیل پیش کیا گیا۔انھوں نے روٹی کا ٹکڑا لیا اور اسے تیل میں بھگو یا ہی تھا فرمایا: اے یرفاء! یہ برتن اٹھاؤ اور اہل ثمغ کو دے آؤ، میں تین دن سے ان کے پاس نہیں جا سکا، میرا خیال ہے کہ ان کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ہے۔یہ کھانا ان کے دستر خوان پر پہنچا دو [15]۔"

عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں گھی اور روٹی کو ملا کر چورا بنا کر لایا گیا۔آپؓ نے ایک بدوی کو بھی اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی، بدوی روٹی کے ساتھ پیالے کے کناروں سے چکنائی حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔حضرت عمرؓ نے فرمایا: شاید تم نے عرصۂ دراز سے چکنائی استعمال نہیں کی۔اس نے کہا: جی ہاں! ہم نے مدت سے گھی اور تیل نہیں دیکھا، نہ کسی کو گھی اور تیل کھاتے ہوئے دیکھا ہے، یہ سن کر عمرؓ نے قسم کھائی کہ جب تک لوگ خوشحال نہ ہو جائیں گے، میں گوشت اور گھی نہیں کھاؤں گا۔سب راوی اس بات پر متفق ہیں کہ عمرؓ نے اپنی قسم پوری کر کے دکھائی۔اس کا ثبوت یہ واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ بازار میں گھی کا ڈبہ اور دودھ کا ایک کٹورا بکنے کے لیے آیا۔عمرؓ کے غلام نے چالیس درہم کے عوض یہ دونوں چیزیں خرید لیں اور عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: امیر المؤمنین! اللہ نے آپ کی قسم کو پورا کر دیا اور آپ کو

اجر عظیم سے نوازا۔ بازار میں یہ ڈبہ بکنے کے لیے آیا تو میں نے آپ کے لیے یہ دونوں چیزیں چالیس درہم میں خرید لیں۔ آپؓ نے فرمایا:

"تم نے یہ چیزیں بہت مہنگی خریدی ہیں، للہذا ان دونوں کو صدقہ کر دو۔ میں نہیں چاہتا کہ کھانے میں اسراف سے کام لوں، پھر فرمایا: "كيف يعنيني شأن الرعية إذا لم يمسسني ما مسهم" "مجھے لوگوں کے احساسات کا اس وقت تک صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا جب تک خود میرے حالات انھی جیسے نہ ہوں[16]۔"

عمرؓ نہ صرف خود بلکہ آپ کے تمام اہل خانہ اور خاندان کے افراد عوام سے بڑھ کر مشقتیں اٹھاتے تھے۔ عیسیٰ ابن معمر بیان کرتے ہیں:

"نَظَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَامَ الرَّمَادَةِ إِلَى بِطِّيخَةٍ فِي يَدِ بَعْضِ وَلَدِهِ فَقَالَ:بَخٍ بَخٍ يَا ابْنَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ. تَأْكُلُ الْفَاكِهَةَ وَأُمَّةُ مُحَمَّدٍ هَزْلَى؟ فَخَرَجَ الصَّبِيُّ هاربا وبكى فأسكت عمر بعد ما سَأَلَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالُوا اشْتَرَاهَا بِكَفٍّ مِنْ نَوًى"

"قحط والے سال میں ایک دن عمر بن الخطاب نے اپنے کسی بچے کے ہاتھ میں تربوز دیکھ لیا۔ فوراً فرمایا: تم پر تعجب ہے کہ اے امیر المؤمنین کے بیٹے! تو پھل کھا رہا ہے اور امت محمد ﷺ تنگی کا شکار ہے! بچہ رو دیا اور وہاں سے بھاگ گیا، مگر عمرؓ آرام سے نہ بیٹھے، وہ تحقیق فرما رہے تھے کہ بچے کے پاس تربوز کہاں سے آیا۔ آخر کار انھیں اس وقت قرار آیا جب پتا چلا کہ بچے نے یہ تربوز ایک مٹھی گٹھلیوں کے بدلے خریدا ہے[17]۔"

انس بن مالک فرماتے ہیں کہ عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ کے پیٹ سے گڑ گڑانے کی آوازیں آنے لگیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ قحط سالی کے زمانے میں مسلسل تیل ہی کھاتے رہے اور گھی کو اپنے اوپر حرام رکھا۔ ایک مرتبہ گڑ گڑاہٹ ہوئی۔ آپ نے فوراً اپنے پیٹ میں دو انگلیاں مار کر فرمایا:

"تَقَرْقَرْ تَقَرْقُرِكِ، إِنَّهُ لَيْسَ لَكِ عِنْدَنَا غَيْرُهُ حَتَّى يَحْيَا النَّاسُ"

"تو گڑ گڑاتا ہے تو گڑ گڑائے جا۔ جب تک لوگ خوش حال نہیں ہوں گے تجھے تیل کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔"

مؤمن اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ کرتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ کسی بھی کام کو انجام دینے کے لیے اپنی پوری سعی کرتا ہے اور اس سلسلے میں تمام اسباب کو اختیار کرتا ہے، اس کے بعد جہاں اسے رستہ سجائی نہیں دیتا وہ اپنے رب کی طرف رجوع ہو جاتا ہے۔ سلیمان بن یسار بیان فرماتے ہیں: عام الرمادہ میں عمرؓ نے یہ خطاب ارشاد فرمایا:

"أَيُّهَا النَّاسُ، اتَّقُوا اللهَ فِي أَنْفُسِكُمْ وَفِيمَا غَابَ عَنِ النَّاسِ مِنْ أَمْرِكُمْ، فَقَدِ ابْتُلِيتُ بِكُمْ، وَابْتُلِيتُمْ بِي، فَمَا أَدْرِي، السُّخْطَةُ عَلَيَّ دُونَكُمْ، أَوْ عَلَيْكُمْ دُونِي، أَوْ قَدْ عَمَّتْنِي وَعَمَّتْكُمْ، فَهَلُمُّوا فَلْنَدْعُ اللهَ يُصْلِحْ قُلُوبَنَا، وَأَنْ يَرْحَمَنَا، وَأَنْ يَرْفَعَ عَنَّا الْمَحْلَ"

"اے لوگو! تم اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو اور جو تمہارے پوشیدہ اعمال ہیں ان کی جانچ پڑتال کرو۔ تم میرے ذریعے سے اور میں تمھارے ذریعے سے آزمائش میں ہوں۔ معلوم نہیں کہ رب ذوالجلال کی ناراضگی میری وجہ سے ہوئی یا تمھاری وجہ سے یا ہمارا پروردگار ہم سبھی سے ناراض ہے۔ آؤ ہم سب اپنے اللہ تعالیٰ کے

آگے ہاتھ پھیلائیں کہ وہ ہمارے دلوں کی اصلاح فرمائے، ہم پر اپنی رحمت فرمائے اور قحط سالی کا خاتمہ فرما دے۔ اس دن عمرؓ کو بلند ہاتھوں سے دعا کرتے ہوئے زار و قطار روتے ہوئے دیکھا گیا، لوگوں نے بھی خوب رو رو کر دعائیں کیں پھر عمرؓ منبر سے نیچے اتر آئے [18]۔"

عبداللہ بن ساعدہ سے روایت ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ انھوں نے نماز مغرب کے بعد لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا:

"أَيُّهَا النَّاسُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ وَسَلُوهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاسْتَسْقُوا سُقْيَا رَحْمَةٍ لا سُقْيَا عَذَابٍ. فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى فَرَّجَ اللَّهُ ذَلِكَ"

"اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو، اس کی طرف رجوع کرو، اس سے فضل و کرم کی التجا کرو، رحمت کی بارش مانگو، عذاب والی بارش نہ مانگو، عمرؓ رب تعالیٰ سے اس طرح مسلسل فریاد اور گریہ وزاری کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوا اور حالات معمول پر آگئے [19]۔"

چوری کی حد موقوف

حضرت عمرؓ نے عام الرمادہ میں چوری کی حد موقوف کردی تھی۔ آپؓ نے یہ حد اس لیے موقوف کی کہ قحط سالی میں حد کے نفاذ کی شرائط پوری نہیں ہو پائیں، لہٰذا ان حالات میں حد کو موقوف کردیا گیا۔ جو شخص عام الرمادہ میں بھوک اور کھانا نہ ہونے کی وجہ سے کسی کے مال سے کچھ چرا لیتا تھا اسے معذور سمجھا جاتا، چور تصور نہیں کیا جاتا تھا، اسی لیے عمرؓ نے ان غلاموں کے ہاتھ نہیں کاٹے جنھوں نے کسی کی اونٹنی ذبح کرکے کھالی تھی۔ ان غلاموں کے مالک حاطب نے اس اونٹنی کی قیمت ادا کردی تھی۔ [20]

وصولیٔ زکوٰۃ میں تاخیر

عام الرمادہ کے سال میں حضرت عمرؓ نے زکوٰۃ و عشر کی وصولی کے سلسلے میں انتہائی بروقت اور جرأت مندانہ اقدامات اٹھائیں۔ پہلا اقدام یہ کیا کہ قحط کے زمانے میں انہوں نے کسی آدمی کو زکوٰۃ کی وصولی کے لیے متاثرہ علاقے میں نہیں بھیجا، بلکہ جب تک قحط دور نہ ہو گیا ان کو روکے رکھا۔ جب بارش ہوئی اور لوگوں نے سکھ کا سانس لیا اور معیشت بحال ہونے لگی تو کارندوں کو وصولی کے لیے بھیجا۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق "عام الرمادہ کے سال حضرت عمرؓ نے زکوٰۃ کی وصولی مؤخر فرمادی، چنانچہ کسی کو وصولی کے لیے نہیں بھیجا۔ اگلے سال جب اللہ تعالیٰ نے خشک سالی رفع فرمائی، تو محصلین کو حکم دیا کہ وہ وصولی کے لیے نکلیں، چنانچہ انہوں نے دو حصے وصول کئے۔ آپؓ نے انھیں حکم دیا کہ ایک حصہ مقامی طور تقسیم کیا جائے اور دوسرا حصہ اپنے ساتھ لے کر آئیں۔" اس کے ساتھ ہی انھوں نے وصولی اور تقسیم کے لیے مفصل ہدایات جاری کیں، حوشب بن بشر الفزاری اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رمادہ والے سال قحط نے ہمارے اموال کا صفایا کردیا تھا۔ اکثر لوگوں کے پاس کوئی قابل ذکر چیز نہیں رہی تھی۔ چنانچہ عمرؓ نے اس سال محصلین نہ بھیجے، البتہ اگلے سال انھیں بھیجا تو انھوں نے دو دو حصے وصول کئے۔ ایک حصہ تقسیم کردیا اور دوسرا حصہ ساتھ لے کر آئے۔ بنو فزارہ کے پورے قبیلہ کے پاس انھیں زکوٰۃ میں صرف ساٹھ جانور ملے جن

میں سے تیس انھوں نے تقسیم کر دیے اور تیس ساتھ لے کر عمرؓ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت عمرؓ عاملین کو بھیجتے ہوئے انھیں ہدایات دیتے کہ وہ لوگوں کے پاس ان کے قیام کی جگہ پر جائیں۔ ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے یہ ہدایات بھی جاری کیں کہ تقسیم زکوٰۃ میں یہ اصول مد نظر رکھا جائے کہ زکوٰۃ ان لوگوں کو دی جائے جن کے پاس زیادہ سے زیادہ ایک بکری باقی رہ گئی ہو، اور جن کے پاس دو بکریاں رہ گئی ہوں انھیں کچھ نہ دیا جائے۔[21]

حاصل بحث ونتائج

حضرت عمرؓ نے اسلامی ریاست میں جہاں بہت سے ادارے قائم کئے وہاں خاص طور پر خوراک کے بڑے بڑے گودام بھی تعمیر کروائے جو قحط سالی میں کام آئے۔ غذائی کفالت کا یہ سسٹم آپؓ کی بہترین مینجمنٹ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حضرت عمرؓ امیر المؤمنین اور اسلامی سلطنت کے سربراہ تھے اس کے باوجود آنے والے پناہ گزینوں کے لیے خود کام کرتے۔ حضرت عمرؓ کا عام الرمادہ میں وصولیٔ زکوۃ کو مؤخر کرنے کے اس طریقہ کار سے مؤثر فوائد حاصل ہوئے، بیت المال جو بالکل خالی ہو چکا تھا اور ایک بڑے اقتصادی بحران کا اندیشہ موجود تھا اس لئے انھوں نے زکوٰۃ کی وصولی ساقط نہیں کی بلکہ مؤخر کر دی اور آئندہ سال مکمل وصولی کی وجہ سے عوام کی دادرسی بھی ہوئی اور بیت المال بھی آئندہ کسی اور بحران سے نمٹنے کے قابل ہوا۔ مقامی تقسیم میں ان لوگوں کو ترجیح دی گئی جو سب سے زیادہ متاثر ہوئے تھے ان کو مقامی طور پر امداد مہیا کر دی گئی۔ اس طرح حکومت اور عوام دونوں کا وقت اور ان کے وسائل ضائع ہونے سے بچ گئے۔ قحط سالی کے دنوں میں لوگوں کو سہولت اور مہلت حاصل ہوئی اور حکومتی ورکرز کا دھیان بھی امدادی کاموں میں لگا رہا۔ حضرت عمرؓ نے عام الرمادہ میں ہنگامی صورت حال سے نمٹنے کے لیے شہری حقوق معطل نہیں کئے بلکہ ریاستی سزاؤں کو معطل کیا۔ حقیقت میں بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ اور بنیادی ضروریات کی فراہمی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اگر ریاست شہریوں کو بنیادی ضروریات مہیا نہیں کر سکتی تو اسے شہریوں کو اضطراری حالت میں قانون شکنی پر سزا دینے کا حق نہیں پہنچتا۔ حضرت عمرؓ کا کردار بحیثیت حاکم دنیا بھر کے حکمرانوں کے لیے بہترین مثال ہے۔ سلطنت کے مشکل حالات میں آپؓ کے اقدامات قابل ستائش ہیں۔ عمرؓ نے قحط سالی اور بھوک افلاس دور کرنے کے لیے دینی اور دنیاوی دونوں طریقے اختیار فرمائے، آپ ہمیشہ نماز پڑھنے والے، استغفار کرنے والے اور ہر دم مسلمانوں کی روزی کی فکر میں لگے رہنے والے مرد مجاہد تھے۔ آپ آفت کے دنوں میں ہر دم عوام کی فکر میں لگے رہے، جو لوگ مدینہ آئے یا دیہات ہی میں مقیم رہے ان سب کے لیے آپ فکر مند رہے۔ آپ عوام کے ساتھ ساتھ رہے اور انھی کی طرح ہر تکلیف کا سامنا کرتے رہے۔ حضرت عمرؓ کی یہ اعلیٰ حکمرانی کی بے نظیر مثال نظر آتی ہے کہ آپؓ نے ایسے کڑے حالات میں ایثار وقربانی کا عملی طور پر درس دیا اور دنیا کے حکمرانوں کے لیے ایک اعلیٰ نمونہ پیش کیا آپ حاکم وقت تھے اور عمدہ سے عمدہ کھانا کھا سکتے تھے مگر آپ نے بھوک وافلاس برداشت کی اور اپنی ذات پر عوام کو ترجیح دی۔

حواشی وحوالہ جات

1 الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر، تاریخ الطبری (بیروت: دار التراث، 1387ھ)4: 98

2 ابن عبدالبر، ابوعمر یوسف بن عبداللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (بیروت: دار الجیل، 1412ھ)3: 1144، ترجمہ (1878)۔ الجزری، ابوالحسین عزالدین بن الاثیر، أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (لبنان: دار الکتب العلمیۃ، 1415ھ)4: 137، ترجمہ (3830)

3 الذہبی، شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد، سیر أعلام النبلاء (لبنان: دار الحدیث، 2006ء)2: 412

4 عبداللہ قادری، ڈاکٹر (مصر، دار المجتمع، 1986ء) ص: 115

5 طبقات ابن سعد 3: 239

6 نفس مصدر

7 طبقات ابن سعد 3: 241

8 علی الطنطاوی، اخبار عمر و اخبار عبداللہ بن عمر (مصر: المکتب الاسلامی، 1983ء) ص: 110- 115

9 عبدالرحمٰن، الشرکاوی، الفاروق عمر (بیروت: دار الکتاب العربی، 1988ء) ص: 262

10 تاریخ الطبری 4: 100

11 الفاروق عمر: 263

12 طبقات ابن سعد 3: 239

13 نفس مصدر 3: 227

14 طبقات ابن سعد 3: 239

15 أبو العباس الطبری، أحمد بن عبد اللہ بن محمد، محب الدین، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ (بیروت: دار الکتب العلمیۃ (س۔ن))3: 285

16 تاریخ الطبری 3: 49

17 طبقات ابن سعد 3: 240۔ جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمن بن علی، ابن جوزی، المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1992ء)4: 140

18 طبقات ابن سعد 3: 245

19 نفس مصدر 3: 243

20 سالم البہنساوی، الخلافۃ والخلفاء الراشدون بین الشوری والدیمقراطیۃ (الکویت: مکتبۃ المینار الاسلامیہ، 1977ء) ص: 165

21 طبقات ابن سعد 3: 223